# 33615-اپنی عیسائی بیوی پر شک ہو تو کیا وہ حمل سے برات کا اظہار کر سکتا ہے

## سوال

اس مسلمان شخص کے بارہ میں کیا حکم ہے جو اپنے بچے سے برات کا اظہار کر رہا ہے حالانکہ وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوا عیسائی بیوی کو طلاق بھی دے چکا ہے ؟

اس والد کی سزا کیا ہوگی جب اس کا وہ بچہ عیسائی معاشرہ میں پرورش پائے اور والد اپنا بیٹا ہونے سے انکار کرے ؟

الٹراساؤنڈ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بچہ اپنے والد سے مشابہ ہے ، اور خاوند اپنی بیوی کو جھوٹا کہتا ہے ، اس شخص نے بالاخر گفتگو کی اور اس موضوع میں میری نصیحت کی وجہ سے ہمارے بیس سالہ پرانے تعلقات بھی منقطع ہوگئے ، تو کیا کوئی ایسی نصیحت ہے جو اس شخص کو کی جا سکے ؟

## پسندیدہ جواب

الحمد للہ

اصل اور صحیح تو یہی ہے کہ بچہ اپنے والد کی
طرف ہی منسوب ہوگا ، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں) صحیح بخاری حدیث نمبر (2053)
صحیح مسلم حدیث نمبر (1457) ۔

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ : بچہ بیوی کے خاوند کی طرف منسوب کیا جائے گا اور زانی
کو ذلت اور رسوائی حاصل ہوگی ۔ دیکھیں فتح الباری (36/12) ۔

اور نسب بچہ کا حق ہے اسے اس سے چھینا نہیں جا سکتا ، اور نہ ہی اس کے بارہ میں اس
پر زیادتی کی جا سکتی ہے ۔

لیکن اگر خاوند کو یقین ہو اور یا پھر ظن غالب یہ ہو کہ بچہ اس کا نہیں تو وہ اس
کی نفی کر سکتا ہے لیکن اس کے لیے اپنی بیوی سے لعان کرنا ہوگا (لعان یہ ہے کہ
خاوند اور بیوی دونوں باری باری قسمیں اٹھائیں گے)

جمہور علماء کے نزدیک صرف برات سے ہی بچے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ چاہے بیوی زنا کا
اقرار بھی کر لے بلکہ اس کے لیے خاوند اور بیوی کا آپس میں لعان کرنا ضروری ہے ۔

اورلعان کا طریقہ یہ ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

{اور جولوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اوران کے پاس اپنے علاوہ کوئی اور گواہ بھی نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچوں میں سے ہے ۔

اورپانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہواگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔

اوراس عورت سے سزا اس طرح دور ہوسکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالی کی قسم کھا کر کہے کہ یقینا اس کا خاوند جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے ۔

اورپانچویں دفعہ یہ کہے کہ اس پر اللہ تعالی کا غضب ہواگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہے} النور (6-9) ۔

توخاوند چار مرتبہ اس طرح کہے : میں اللہ تعالی کو گواہ بنا کر اوراس کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں جو اس پر زنا کا الزام لگایا ہے اس میں سچا ہوں ، یا پھر یہ کہے میں اللہ تعالی کی قسم اٹھاتا ہوں کہ تونے زنا کیا ہے اوریہ بچہ میرا نہیں ، اورپانچویں بار یہ الفاظ زیادہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالی کی لعنت ہو۔

اوراگر عورت لعان کرے تووہ اس طرح کہے :

میں اللہ تعالی کی قسم اٹھا کر اوراسے گواہ بنا کہتی ہوں کہ یہ جھوٹا ہے ، یا یہ کہے : میں اللہ تعالی کی قسم اٹھا اوراللہ تعالی کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ اس نے جھوٹ بولا ہے ، اوریہ بچہ اس کا ہی ہے ، اورپانچویں بار وہ یہ اضافہ کرے اوراگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ تعالی کا غضب ہو۔

اورلعان مسجد میں لوگوں اورقاضی یا اس کے نائب کی موجودگی کے وقت ہونا چاہیے یا پھر مسلمانوں میں سے کسی بھی فیصلہ کرنے والے کی موجودگی میں ۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(علماء کرام کا اس میں اختلاف نہیں کہ لعان اس مسجد میں ہونا چاہیے جہاں نماز جمعہ ہوتی ہو) فتح البر (525/10) ۔

اور جب خاوند اور بیوی لعان کر چکیں تو اس لعان کی بنا پر مندرجہ ذیل امور مرتب ہوں گے :

1– خاوند سے حد قذف ساقط ہو جائے گی ۔

2– بیوی سے حد زنا ساقط ہو جائے گی ۔

3– خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی ہو جائے گی ، قاضی کے حکم پر موقوف نہیں رکھا جائے گا بلکہ اکثر اہل علم کے ہاں یہ لعان ہوتے ہی علیحدگی واقع ہو جاتی ہے ۔

4– خاوند اور بیوی کے مابین ابدی حرمت پیدا ہو جائے گی ۔

5– بچہ کی نفی ہو گی یعنی بچہ خاوند کی طرف منسوب نہیں ہو گا بلکہ وہ اس کی ماں کی طرف ہی منسوب ہو گا ، اور ان کے درمیان نفقہ اور وراثت بھی نہیں ہو گی اس لیے کہ وہ آپس میں اجنبی ہیں ۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بچے کو عیسائی معاشرے اور ماحول میں چھوڑنا صحیح نہیں یہ اس پر اثر انداز ہو گا جو کہ ایک بہت ہی خطرناک اور عظیم معاملہ ہے ، تو اس لیے خاوند پر ضروری ہے کہ اس وقت تک لعان اور بچے کی نفی نہ کرے جب تک کہ وہ اس کی تحقیق نہ کر لے کہ واقعی اس کی بیوی نے زنا کا ارتکاب کیا ہے یا پھر بیوی کے زنا پر ظن غالب ہو ۔

وگرنہ دوسری صورت میں وہ خود گنہگار ہو گا اور بچے پر ظلم اور اسے کفر اور دینی انحراف کے لیے پیش کرنے کی وجہ سے بہت ہی بڑا گناہ ہو گا ۔

واللہ اعلم .